نفسیات اور سماجیات کا ادب سے گہرا رشتہ ہے۔ دونوں علوم کے نقطۂ ادب پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لئے جب شکیب تذکرہ کرتے ہیں تو ان کا قلم ادبی چاشنی سے عاری نہیں ہوتا بلکہ بہت جولانی کے ساتھ ظرافت اور تحریر میں رچ بس گئی ہے۔ ان کا اسلوب موثر ہوتا ہے وہ فلاسفہ کے خیالات اور اس کے سماجی و نفسیاتی اثرات و نظریات پر جب گفتگو کرتے ہیں تو علمی اور فلسفیانہ انداز کے بجائے ادبی انداز اختیار کرتے ہیں۔ [illegible]

شکیب جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں، اور قاری کو احساس ہوتا ہے کہ وہ اسی میدان کے شہسوار ہیں، انہوں نے ادب تنقید، سماجیات، نفسیات، فکر و فلسفہ، تاریخ و آثار سب پر قلم اٹھایا ہے۔ اور ان تمام موضوعات کا حق ادا کر دیا ہے، ان کی سیاسی تحریریں بھی سہولت اور سلاست کی نمونہ ہیں ان میں کہیں بھی تعقید اور ژولیدگی کا اثر نہیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ اپنی بات کو موثر انداز میں پیش کرنے کے عادی ہیں۔

شکیب کی صحافتی اور سیاسی تحریریں ہزارہا صفحات پر بکھری ہوئی ہیں ہر جگہ یک رنگی اور آہنگ پایا جاتا ہے، وہ تحریر لکھتے چلے جاتے ہیں نہ نظر ثانی کرتے ہیں اور نہ ہی اعادہ، بلکہ جو کچھ سوچتے ہیں اس کو تحریری شکل میں پیش کرنے میں تاخیر نہیں کرتے۔ الفاظ اور تراکیب کا انتخاب اور اس کے تراش و خراش میں اپنے کو الجھاتے نہیں ان کے اندر یہ سلاست و روانی مسلسل اور طویل عرصے سے لکھنے کی وجہ سے آئی ہے عمر دراز کا ایک بڑا حصہ صحافت کے نذر ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا قلم کافی مجلا ہوا ہے اور کسی موضوع پر لکھنے میں ان کو ذرہ برابر تکلف نہیں ہوتا ان ہی خوبیوں اور صلاحیتوں کی بنا پر ان کو امیر البیان کا لقب ملا۔ [illegible]

[illegible] طوالت سے بچنے کے لئے مثال درج نہیں کی جا رہی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے [illegible]؛ تعلیقات ص [illegible] دلی

© rasailojaraid.com

مراجع ومصادر

١ - روض الشقيق، جمع وتحقيق شكيب ارسلان بيروت ١٣٢٩ھ

٢ - حاضر العالم الاسلامي، ترجمہ شكيب ارسلان مصر ١٣٤٩ھ

٣ - الارتسامات اللطاف في خاطر الحاج الى اقدس مطاف
شكيب ارسلان، مصر ١٣٥٠ھ

٤ - محاسن المساعي في مناقب الامام ابي عمرو الاوزاعي شكيب ارسلان مصر سنہ ١٣٥٢ھ

٥ - ديوان الامير شكيب ارسلان شكيب ارسلان مصر سنہ ١٣٤٩ھ

٦ - الحلل السندسية في الاخبار وآثار الاندلسية
شكيب ارسلان مصر سنہ ١٣٤٩ھ

٧ - شوقي او صداقة اربعين سنة شكيب ارسلان دمشق سنہ ١٩٣٦ء

٨ - السيد رشيد رضا او اخاء اربعين سنة شكيب ارسلان دمشق سنہ ١٩٣٧ء

٩ - لماذا تاخر المسلمون ولماذا تقدم غيرهم شكيب ارسلان مصر سنہ ١٣٤٩ھ

١٠ - ذكرى الامير شكيب ارسلان احمد الشرباصي قاهرہ ١٩٤٦ء

١١ - رواد النهضة الحديثة مارون عبود، بيروت سنہ ١٩٥٢ء

١٢ - مذكرات ج ٢ كرد علي دمشق سنہ ١٩٤٨ء

١٣ - محاضرات عن شكيب ارسلان سامي الدهان قاهرہ سنہ ١٩٥٨ء

١٤ - شكيب ارسلان، داعية العروبة والاسلام، احمد الشرباصي قاهرہ سنہ ١٩٦٣ء

١٥ - النثر العربي في مائة عام انور الجندي قاهرہ سنہ ١٩٦١ء

١٦ - معجم المولفين ج ٤ عمر رضا كحالة مصر سنہ ١٩٥٧ء

١٧ - الاعلام خير الدين الزركلي قاهرہ سنہ ١٩٥٦ء

١٨ - الامير شكيب ارسلان حياته وآثاره، سامي الدهان قاهرہ سنہ ١٩٦٠ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زہیر ابن ابی سُلمیٰ

عہد جاہلیت میں فکر سلیم کا پیامی

(۲)

توقیر عالم فلاحی ۔ علی گڑھ

چوتھی خصوصیت اس کے کلام کی یہ ہے کہ یہاں حکمت وفلسفہ کا دریا موجزن ہوتا ہے ۔ دوسرے جاہلی شعراء کے کلام میں شاذ ونادر ہی حکمت پائی جاتی ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ شاعری میں فلسفہ و حکمت کی آمیزش کے آغاز کا سہرا اسی نابغۂ جاہلی شاعر کے سر بندھا ہے، اور عہد عباسی کے حکیم اور فلسفی شعراء ابوالعلاء المعری، ابوالعتاہیہ، متنبی، ابو تمام اور صالح بن القدوس اسی نہج میں زہیر کے ہی خوشہ چیں نظر آتے ہیں، زہیر کے چند حکیمانہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

رأیت المنایا خبط عشواء من تصب ۔۔۔ تمتہ، ومن تُخطئ یُعمّر فیَہرَمِ

ومن یجعل المعروف فی غیر اھلہ ۔۔۔ یکن حمدہ ذمًا علیہ ویندمِ

ومن یک ذا فضلٍ فیبخل بفضلہ ۔۔۔ علی قومہ یستغن عنہ ویذمم

ترجمہ: میں نے موتوں کو اندھی اونٹنیوں کی طرح سے ٹامک ٹوئیاں مارتے دیکھا کہ جو شخص ان کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو وہ فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے اور جس سے وہ خطا کر گئی وہ بہت دنوں تک جیتا رہتا ہے، اور پھر ضعف سے دوچار ہو جاتا ہے۔

جو شخص نااہلوں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو مذمت اور برائی اس کے حصے میں

© rasailojaraid.com

آگ بجھے اور اسے عداوت و دشمنی کی آگ لگانا آتی ہے۔

جو شخص مال کثیر والا ہوتا ہے اس کے باوجود وہ اپنا مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے تو اس سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے اور اس کی مذمت کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث میں زہیر کی شاعری کی نمایاں ترین خصوصیات کو مختصر مندرجہ اصناف شاعری سے متعلق کرکے واضح کیا گیا ہے اور ہر صنف شاعری میں چند اشعار کا نمونہ پیش کرکے زہیر کے فکر شاعری کو بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے تمام اشعار میں جو ظاہری و باطنی صفت نظر آتی ہے وہ یہ کہ زہیر فکر سلیم کا علمبردار، عدل و انصاف کا پیامی، اخوت و محبت اور امن و آشتی کا ترجمان نظر آتا ہے، فسق و فجور، سب و شتم اور ظلم و عداوت سے اسے سخت نفرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ہر شعر میں اخلاق فاضلہ کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ زہیر کے وہ اشعار بھی ملاحظہ کئے جائیں جن میں خالص اسلامی فکر پوشیدہ نظر آتی ہے۔

زہیر کا وہ معلقہ جو قبیلہ ذبیان کے دو مخلص سرداروں ہرم بن سنان اور الحارث بن عوف کی شاندار مدح پر مشتمل ہے، فی الحقیقت جاہلی معاشرے کے مروجہ اصول سے انحراف ہے، اس معلقے میں صلح و آشتی اور محبت و میل جول کے لافانی نغموں کو الاپ کر زہیر نے وہ انقلابی کارنامہ انجام دیا ہے جو اسلامی فکر کے علمبرداروں کا ہی نصیبہ ہوا کرتا ہے۔ ایک مومن و مسلم کا عقیدہ ہے کہ اس فانی دنیا کے بعد ایک ایسی دنیا بھی ہوگی جہاں کی مسرتیں لازوال ہونگی، نیز مصائب و شدائد بھی لافانی ہونگے، اسلئے وہ اس لافانی دنیا کو ہی اپنی کوششوں کا محور اور کاوشوں کا مرکز بناتا ہے۔ اس منزل حقیقی کے حصول کے لئے بے شمار اسباب و ذرائع ہیں ان میں خیر خواہی اور اصلاح بین الناس بھی ایک قوت کی حیثیت رکھتی ہے، قرآن کا فرمان ہے:

[illegible]

میں [illegible] حصہ میں جب دیکھ کر جو [illegible] اور حارث [illegible] موت نے تمام متعلقین

کے خون بہا اپنے ذمہ لے لیا۔ اس کی صلح کا اثر زہیر پر [illegible] بہت گہرا پڑا

اور ان کی سیرت کا اس کے دل پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑا بلا غرض نصیحت لکھ کر

ان کی مدح و ستائش کی۔ اگر زہیر کی صلح پسند فطرت [illegible] کو سراہا جائے کے

بجائے [illegible] اس کی حیثیت قدر کی ساتھ کہا پڑتا ہے کہ یہ اشعار

صرف ہرم بن سنان اور حارث بن عوف کی مدح تک نہیں ہوتے بلکہ ان تمام

لوگوں کے لئے ہیں جو سماج معاشرہ اور طوائف انسانیت کے لئے کوشاں رہتے

ہیں۔ اسی وجہ سے [illegible] زہیر کے متعلق یہ کہنا پڑتا ہے کہ زہیر اس

بڑا خوب اور بہترین ماحول میں ایک تحریک کی قیادت کرتا نظر آتا ہے۔ اور وہ تحریک

صلح و آشتی کی ہے جو زمان و مکان کی حدود و قیود سے ہٹ کر انسانیت کو مخاطب کرتی

ہے۔ ذیل میں [illegible] دیکھئے جس سے بخوبی زہیر کی تحریک اصلاح

کا اندازہ ہوتا ہے۔

وما الحرب الا ما علمتم وذقتم	وما هو عنها بالحديث المرجم
متى تبعثوها تبعثوها ذميمة	وتضر اذا ضريتموها فتضرم
فتعرككم عرك الرحى بثفالها	وتلقح كشافا ثم تنتج

ترجمہ: جنگ کو تم خوب جان چکے ہو اور اس کا مزہ چکھ چکے ہو اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کے بارے میں

اب کوئی اٹکل پچو بات نہیں رہ گئی ہے۔ جب کبھی اس کو چھیڑو گے تو وہ مذموم ہی

ہوگی۔ اور جب کبھی تم اس کو بھڑکاؤ گے تو پیس دیتی ہے پھر یہ جنگ سال میں

دو بار حاملہ ہوگی اور ہر دفعہ جڑواں بچے جنے گی۔ دیکھئے وہ بدہ اس کی سختی اور

بربادی جنگ کی تصویر کشی۔

ایک عقل و صداقت پر ایمان اور آخرت کا استحضار ایک مومن کا [illegible]

[illegible] کے ذریعہ اس دنیا میں آخرت دیکھتی۔ بشر دوستی اور انسانیت

[illegible] زندگی کی [illegible] نصیب ہوتی ہے لیکن

© rasailojaraid.com

خدا پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تمام صفات پر ایمان رکھا جائے کہ وہ سمیع و بصیر اور علیم و قدیر ہے، بندہ مومن کا ایمان اس پر ہو تلمیح کہ وہ سینوں کے راز سے بھی واقف ہے إن الله عليم بذات الصدور۔ وہ اسی ایک شعر میں کہتا ہے

فلا تكتمن الله ما في نفوسكم ليخفى ومهما يكتم الله يعلم

ترجمہ: جزا وسزا کے دن کی یاد دہانی ان الفاظ میں کراتا ہے۔

يؤخر فيوضع في كتاب فيدخر ليوم حساب او يعجل فينقم

ترجمہ: پس اسے نامۂ اعمال میں لکھ کر آخرت کے لئے جمع کر لیا جاتا ہے یا پھر جلد ہی اسی دنیا میں بدلہ دے دیا جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ کے آغاز میں متقین کی جہاں دوسری صفات بیان کی گئی ہیں وہاں سب سے بڑی اور اول صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس ایمان میں بھی یہ بات مضمر ہے کہ خواہ خدا کی ذات ہو یا جنت و دوزخ تمام چیزیں برحق ہیں اور یہ کہ ماضی اور حال سے واقفیت تو حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن آئندہ کل کیا ہوگا اس کے بارے میں صرف خدا ہی جانتا ہے کیونکہ وہی عالم الغیب ہے۔ زہیر اسی فکر کو اپنے اس شعر میں سمو لیتا ہے۔

واعلم ما في اليوم والامس قبله ولكنني عن علم ما في غد عم

ترجمہ:۔ جو کچھ آج ہو رہا ہے اور جو کچھ کل ہو چکا ہے اس سے تو واقف ہوں لیکن کل کے علم کے بارے میں اندھے کے مثل ناواقف ہوں۔

تقویٰ یا خوف خدا دراصل منکرات و سیئات کا خاتمہ کرنے کے لئے اور حسنات و خیرات کے فروغ و اشاعت کے لئے محرک خاص کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وہ شاہ راہ ہے جو بندگان خدا کو فوز و فلاح سے ہمکنار کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔ "فان خير الزاد التقوىٰ"

ترجمہ: زاد راہ لے لو، کیونکہ سب سے بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ وہ تقویٰ ہے جس کے اختیار کرنے کی تلقین قرآن پاک میں جگہ جگہ کی گئی ہے، برائیوں اور خرابیوں کے استیصال سے متعلق تقویٰ کا تصور زہیر کے نزدیک روشن اور نمایاں ہے۔ وہ اپنے ممدوح کے بارے میں کہتا ہے۔

ومن ضریبته التقوی ویعصمه   من سیئ العثرات اللہ والرحم

ترجمہ:۔ اور خشیت الٰہی اس کی فطرت میں ہے، اللہ تعالیٰ اس کو لغزشوں کے صدور اور قیامت کی اندوہناکیوں سے بچا لیتا ہے۔

قرآن پاک میں نیکیوں پر جمنے کو ایک عظیم نعمت قرار دیا گیا ہے بلکہ سورۂ فصّلت میں تو کہا گیا ہے کہ جو لوگ رب قدیر کے اپنے رب ہونے کا اقرار و اعتراف کر لیتے ہیں اور پھر اس پر استقامت کا ثبوت دیتے ہیں، ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ خوف و ہراس کے بادل ان پر سے چھٹ جاتے ہیں اور ہم آن اللہ عزوجل کی نوازشوں کا سایہ ان کے سروں پر فگن ہوتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ۔

زہیر ابن ابی سلمیٰ کے سامنے فلاح و خیر کے کاموں پر ثبات قدمی کا صلہ واضح ہے۔ شاید اسی بنا پر اپنے دو ممدوحوں کو دنیا کے عظیم ترین سرداروں میں شمار کرتا ہے۔ تنگی و کشادگی، خشکی و تری، شب و روز اور حزن و غم اور خوشی و مسرت تمام حالات میں یہ دونوں کار خیر میں سرگرم رہے ہیں، اس لئے فی الحقیقت یہی سعادت و نیک بختی کے مستحق ہیں۔

زہیر کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

یمینا لنعم السیدان وجدتما   علی کل حال من سحیل ومبرم

ترجمہ:۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم دونوں روئے زمین پر سختی و نرمی دونوں حالتوں میں بہترین سردار ثابت ہوئے۔

ہرم بن سنان کی مدح میں کہا گیا یہ شعر بھی مندرجہ بالا شعر کی وضاحت ہے۔

سواء علیہ ای حین اتیتہ   اساعۃ نحس تتقی ام باسعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمہ :- تو جب بھی اس کے پاس آئے خشکی نحوست کی گردش میں جس سے بچا جاتا ہے یا بشاشت و خوش بختی کی ۔ یعنی دونوں حالتوں میں اسے پاؤ گے کہ وہ خیر کی طرف مسابقت کرنے میں باز نہیں آتا ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے اِنّما المرءُ باصغریہ ، اللسان ، والجنان ، یعنی انسان صرف جسم کے دو اجزاء سے عبارت ہے ۔ پہلی چیز ہے زبان اور دوسری چیز ہے دل ، یہی دونوں چیزیں اگر حفظ و احتیاط اور دانش و بینش کے ساتھ اختیار کی جائیں تو انسان کامیابی و کامرانی کی معراج حاصل کر لیتا ہے اور حقیقی معنوں میں احسن تقویم پر فائز ہونے کا ثبوت دیتا ہے ۔ دوسری طرف یہی انسان جب عقل و شعور کے دائرے سے نکل کر دل و زبان کا غلط استعمال کرتا ہے تو اسے ذلت و رسوائی کے قعر میں گرنے سے کوئی بچا نہیں سکتا ، اور پھر وہ اسفل السافلین ہو کر رہ جاتا ہے ، اگر دل و زبان سے کسی طرح کا مثبت یا منفی کام نہ لیا جائے تو جسم ایک گوشت و پوست کے لوتھڑے کے سوا کچھ اور نہیں بچتا ، اور دل و زبان کو استعمال نہ کرنے میں یا ناجائز استعمال کرنے کی وجہ سے وہ درجے میں جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے ۔ زہیر ابن ابی سلمیٰ کو دل و زبان کی اہمیت کا شعور پورے طور پر ہے ۔ زبان و دل کی اسی اہمیت کو جو حدیث پاک میں بیان کی گئی ہے ہمارا شاعر زہیر خوب سمجھتا نظر آتا ہے ، اور اپنے شعر کے ذریعہ انسان کی عظمتوں اور رفعتوں کا راز بتاتا ہے ۔ اس کا شعر سنیے

لسان الفتیٰ نصف ونصفٌ فؤادہٗ فلم یبق الّا صورۃ اللحم والدّم

ترجمہ :- نصف نوجوان کی زبان ہے اور نصف اس کا دل پھر ان دونوں کے علاوہ گوشت اور خون کے لوتھڑے کی شکل ہی بچ جاتی ہے ۔

زہیر کے مذکورہ بالا اشعار میں وحدت خداوندی ، آخرت ، اصلاح ... ، لذت ... غیب ، تقویٰ ، استقامت اور جسم انسانی میں دل و زبان کی اہمیت پر تمام موضوعات زیر بحث آئے ہیں جن کی روشنی میں زہیر نے مستقبل کا جلوہ دار دکھا دیتا ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور کم از کم معلقہ میں ایسے اشعار موجود ہیں جو اس بات کے ماننے کے لئے مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا تھا، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعثت سے ایک سال قبل ہی وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

زہیر کی فکری اور فنی حیثیت اشعار کے آئینے میں نمایاں ہیں تاہم وہ تاثرات و خیالات بھی منقول کئے جاتے ہیں جن میں زہیر کی تابناک شخصیت اور بھی نکھر کر آجاتی ہے۔

کرم البستانی کہتے ہیں کہ یہ جزلی شاعر جاہلیت کے تین اول شعراء میں سے ہے اس پر لوگوں کا اتفاق ہے، اختلاف تو صرف اس امر میں ہے کہ وہ اپنے دونوں ساتھیوں میں ممتاز ہے یا نہیں (۱۱)

ابن قتیبہ ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے شعراء کی قوم سے دریافت کیا کہ کون شعر بہترین مدح کا شاہکار ہے پس لوگ زہیر کے شعر پر متفق ہو گئے۔ (۱۲)

تراہ اذا ما جئتہ متہللا … کانک تعطیہ الذی انت سائلہ

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ جو لوگ زہیر کو تمام شعراء پر فوقیت دیتے ہیں وہ اس بنا پر کہ وہ بڑی اچھی مدح کہنے والا تھا اور شعر کی اثر انگیزی کے اعتبار سے بڑی صلاحیت کا مالک تھا۔ (۱۳)

حضرت معاویہؓ نے احنف بن قیس سے دریافت کیا کہ اشعر الشعراء کون ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ تو زہیر ہے اور اس کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ غیر ضروری مدح سے گریز کرتا ہے۔ (۱۴)

قدامہ بن موسیٰ علماء اہل مدینہ میں سے تھے۔ وہ زہیر کو تمام شعراء پر مقدم رکھتے تھے (۱۵)

سید احمد الہاشمی کے بقول هو ثالث فحول الطبقة الاولیٰ من الجاهلية وانظمهم قولاً واوجزهم لفظاً واغزرهم حكمة واكثرهم تهذيباً لشعره۔ (۱۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احمد حسن زیات کہتے ہیں کہ حسن مدح، ضرب المثل اور حکمت کے بیان کرنے میں زہیر اپنی مثال آپ ہے۔ وہ شاعری کے ان غلاموں میں سے ہے جنھوں نے تراش و خراش کر کے شاعری کو حسین جامہ پہنایا۔ (۱۷)

عمر فروخ کہتے ہیں، زہیر اپنی شاعری سے ہی معروف تھا وہ تنقیح و تہذیب میں بڑا ماہر تھا۔ (۱۸)

گولڈ زیہر کہتے ہیں کہ زہیر اپنی شاعری میں جذباتی مزاج کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ اپنے رفقاء کے برعکس وہ اخلاق فاضلہ کا مبلغ نظر آتا ہے۔ اس کی نظمیں کسی بھی جاہلی شاعر سے زیادہ حکیمانہ ہیں اور اندر کریمانہ اخلاق سموئے ہوئے ہیں۔ (۱۹)

نکلسن زہیر کے موحدانہ اشعار سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ اس میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ کفار و عرب کے مشرکین میں یہودی اور عیسائی خیالات پائے جاتے ہیں۔ (۲۰)

زہیر جاہلی معاشرے میں بہرحال ایسے افکار و خیالات کی تبلیغ کرتا نظر آتا ہے جو وحدت خداوندی محاسبہ نفس اور توقع آخرت کے یقین پر مشتمل ہیں، اس کے سلسلے میں یہ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ وہ یہودی یا عیسائی ہے۔ نکلسن نے زہیر کے موحدانہ اشعار دیکھ کر جاہلی معاشرے میں یہودی اور عیسائی افکار و خیالات کے نفوذ کی بات کی ہے۔ اور اس طرح زہیر کو عیسائیت کا علمبردار کہا ہے۔ نکلسن کی یہ رائے مناسب اور معقول نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس کے کلام میں کوئی دلیل نہیں ملتی، اگر دلیل ملتی ہے تو صرف اس کے موحد ہونے کی، اور یہی وجہ ہے کہ بعض رواۃ اس کے ایمان و اسلام کے بھی قائل ہیں، اگرچہ روایات اس خیال کے ابطال و تردید پر مبنی ہیں، تاہم اس کے کلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کم از کم یہ ماننے پر مجبور کر دیتا ہے کہ زہیر کا تعلق حنفاء گروپ سے ہے جو شرک و بت پرستی کی آلائشوں سے پاک تھا، زہیر نے اپنی اس انقلاب انگیز فکر کو حکمت و فلسفہ، ضرب المثل اور مدح جیسی اصناف شاعری کے تحت پیش کرنے کی کوشش کی اور بلا مبالغہ ہر صنف شاعری ادب کی اس چاشنی سے معمور ہے جو فی الحقیقت شائقین ادب کے لیے مطلوب و مقصود ہے، گویا

© rasailojaraid.com